محمد ایوب قادری

تحریکِ جہاد کا پس منظر

اورنگ زیب عالمگیر کے دورِ اقتدار ہی میں غیر مسلم قوتوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ مرہٹوں نے سیوا کی سرکردگی میں دہلی میں مرکز کی حکومت کو مشکلات پیدا کیں۔ پھر غیر ملکی یورپین طاقتوں نے بھی برصغیر میں اپنا مستقبل سنوارنا شروع کر دیا تھا۔ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد، اس کے کمزور جانشینوں کے دور میں تو گویا سلطنتِ مغلیہ کا تناور درخت دھڑام سے زمین پر آگرا۔

یورپ کی نئی طاقتوں کی ہوسِ ملک گیری، حکمرانوں میں سیاسی بصیرت کا فقدان، سکھوں، جاٹوں، مرہٹوں کا غلبہ، یورپ کی نئی طاقتیں، پرتگالی، فرانسیسی اور انگریز، روز بروز اپنی طاقت کو بڑھا رہے تھے۔ ان میں انگریز سب سے زیادہ ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے انھوں نے ساحلی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ مرہٹوں نے دکن سے لے کر دوآبہ گنگ وجمن اور بنگال تک تاخت وتاراج کر کے ملک میں لوٹ، گھبراہٹ اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی۔ پنجاب اور نواحِ دہلی میں سکھوں نے اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ دہلی اور آگرہ کے علاقوں پر جاٹ ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ یہ غیر ملکی طاقتوں کا سیلاب

تھا، اس کے مقابلے میں مغلیہ حکومت جو مسلم اقتدار کی نشانی تھی، کمزور سے کمزور تر ہو رہی تھی، بادشاہ کمزور اور سیاسی بصیرت سے محروم تھے، امراء و وزراء درباری سازشوں میں مصروف تھے۔ ایرانی و تورانی نظریاتی اختلاف حکومت کو کمزور کر رہا تھا۔ صوبے دار خود سر ہوگئے۔ بنگال میں علی وردی خاں، اودھ میں برہان الملک اور دکن میں نظام الملک نے خود مختاری کا ڈول ڈال دیا۔ روہیل کھنڈ میں روہیلوں نے بساطِ حکومت بچھائی۔ بادشاہ مجبور اور بے بس تھے۔ سب سے بڑا حریف انگریز تھا جو ساحل سمندر اور بنگال پر قابض ہوکر آگے بڑھ رہا تھا۔ ۱۷۵۷ء میں اس نے پلاسی میں سراج الدولہ کو شکست دے کر اپنی قوت کو منوا لیا تھا۔ ۱۷۶۴ء میں انگریزوں نے بادشاہِ دہلی سے دیوانی کے حقوق حاصل کرکے براہِ راست بادشاہ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ تا آنکہ بادشاہ انگریزوں کی سرپرستی میں آگیا اور انگریزوں کا مقرر کردہ اور معتمد نجف خان بادشاہ شاہ عالم کا مختارِ کل قرار پایا۔

۱۸۰۱ء میں انگریزوں نے اودھ کے نا عاقبت اندیش حکمراں، شجاع الدولہ کے بیٹے سعادت علی خاں سے روہیل کھنڈ کا علاقہ حاصل کرلیا اور اودھ کے عیاش اور نا عاقبت اندیش حکمرانوں کی طاقت کو روز بروز کمزور کرتے رہے۔

۱۸۰۳ء میں انگریزوں نے دہلی پر قبضہ کرلیا اور بابر و اکبر کا جانشیں، شاہ عالم ثانی انگریزوں کا وظیفہ خوار قرار پایا۔ شاہ عالم ثانی اور اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی ۱۸۰۶ء میں تخت پر بیٹھا۔ ۱۸۱۱ء میں گورنر جنرل دہلی آیا تو اکبر شاہ ثانی سے مساویانہ ملاقات کا خواہاں ہوا جس کو اس نے منظور نہیں کیا لہٰذا تعلقات میں اور زیادہ کشیدگی پیدا ہوگئی اور اس نے انتقاماً اودھ کے کمزور حکمراں غازی الدین حیدر کو بادشاہ کا لقب اختیار کرا دیا اور اس طرح انتقام کی آگ بجھائی۔

پنجاب میں سکھ حکمران تھے جو مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کیے ہوئے تھے۔ کونسی ایسی مصیبت تھی جو اُن پر نہ آئی ہو۔ یہ سیاسی حالات تھے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس دور میں ہوش و خرد کی آنکھیں کھولیں اور انھوں نے ملتِ اسلامیہ کے لیے کچھ اصلاحی تدابیر سوچیں۔ مسلم امراء کو دعوتِ فکر دی کہ سیلاب جو بڑھ کر

آرہا ہے، اس کو روکا جائے۔ انھیں کی سمجھ بوجھ تھی کہ ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں کو بیچ میدان ہار ماننا پڑی۔ مگر مسلم زعماء پھر بھی اس سے بیدار نہ ہوئے۔ شاہ ولی اللہؒ کے بعد ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز نے تحریک کو آگے بڑھایا اور اپنے والد کے کام کی تکمیل کی۔ انھوں نے اپنے تلامذہ اور مسترشدین کے ذریعہ ملک میں ایک رابطہ پیدا کیا۔ گویا "مدرسہ عزیزیہ دہلی" ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک مذہبی وتنظیمی مرکز تھا۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے دور میں وہ کچھ دیکھا جو نہ دیکھنا تھا۔ ان کے سامنے برطانوی اقتدار نے ہاتھ پاؤں نکالے اور انھوں نے دیکھا کہ مسلم طاقت کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ بلکہ انگریز کی طاقت کا بڑھنا اور مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ ان کے سامنے ہوا۔

ہم ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مغل متأخرین کے دور میں ایران وخراسان کا عنصر برصغیر میں بڑی تعداد میں آتا تھا اور درباری سازشوں اور امراء کی عیش کوشیوں کی وجہ سے ایرانی وتورانی پارٹیاں ملک میں سیاسی دھڑے بندیوں میں مصروف رہتی تھیں۔ ایرانی چونکہ اقلیت میں تھے، اس لیے فعال، متحد اور سازشوں میں کامیاب رہتے تھے۔ بنگال اور اودھ میں ایرانیوں نے اقتدار سنبھال لیا تھا۔ سید برادران اور پھر شاہ عالم کے زمانے میں نجف خان دہلی پر با اختیار تھا، اس اعتبار سے مسلم عوام ان ایرانیوں کے نظریات وافکار کا شکار ہو رہے تھے۔ انھوں نے اپنے افکار وخیالات کی اشاعت میں ہر جائز وناجائز طریقے اختیار کیے۔ لکھنؤ ان کا مرکز تھا۔ ان لوگوں نے انگریزی حکومت سے بھی ساز باز کی۔ لیکن یہ ساز باز زیادہ کارآمد ثابت نہ ہوسکی۔ اس زمانے میں ان کے توڑ کے لیے بھی شاہ ولی اللہؒ اور ان کی اولاد واحفاد نے کام کیا۔ شاہ ولی اللہؒ کے علمی میدان میں "ازالۃ الخفاء" اور "قرۃ العینین" جیسی کتابیں لکھیں۔ پھر ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے "تحفۂ اثنا عشریہ" جیسی معرکے کی کتابیں لکھ کر اس ایرانی تحریک کے خلاف مسلم عوام کے رد عمل کا اظہار کیا۔

یہاں ہم مسلم عوام کی اس حالت کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ برصغیر کے پورے دورِ حکومت میں مسلم عوام میں یکجہتی پیدا نہ ہوسکی۔ ان میں مذہبی طور سے تو

یکجہتی کا سارا سامان تھا مگر بعض ایرانی وعجمی اثرات کے تحت باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں نے اپنا امتیاز وتشخص برقرار رکھا اور مسلمانوں میں پورے طور سے قومی یکجہتی پیدا نہ ہوسکی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب انگریزوں کے ہاتھ میں اقتدار آیا تو مسلمان ملازمتوں سے علیحدہ کردیئے گئے، انھوں نے مغربی علوم وفنون سے اعتناء نہیں کیا اور ہندوؤں نے لبّیک کہا، لہٰذا اب مسلمانوں کی حالت اور بھی پست ہوگئی اور اب مسلمان مفلس اور اقتدار سے محروم نظر آرہے تھے۔

شاہ عبدالعزیز نے نہایت غور وفکر کے بعد مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کی بحالی کے لیے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتوٰی دیا۔ یہ فتوٰی نہایت دوررس نتائج کا حامل تھا۔ شاہ عبدالعزیز کا یہ فتوٰی نہایت انقلاب آفریں قدم تھا، اس سے ملت اسلامیہ میں حرارت عمل پیدا ہوگئی اور انگریزوں کے نظام حکومت میں اضمحلال در آیا۔ اس فتوے نے مسلمانوں کو دعوتِ فکر وعمل دی کہ نئی حکومت کے قیام کے بعد ان کی حیثیت کیا ہے، ان کا مستقبل کیا ہے اور کھوئے ہوئے اقتدار کی بحالی کے کیا امکانات ہیں۔ اس فتوٰی کی خاطرخواہ اشاعت ہوئی تاآنکہ اس "فتوی دارالحرب" کی صدائے بازگشت حدود سندھ تک پہنچی اور شہر ٹھٹہ میں اس کا اعلان عام ہوا۔ علمائے ٹھٹہ (سندھ) نے اس فتوی کے حوالے سے دیار سندھ کو دارالحرب قرار دیا۔ ہمارے پاس علمائے سندھ کے فتاوٰی کا ایک مجموعہ قلمی صورت میں محفوظ ہے، جس میں اس زمانے کے ممتاز علماء مخدوم ابراہیم تتوی، مخدوم غلام محمد تتوی، میاں عبداللہ چوٹیاری اور مخدوم عبدالرحیم ساکن کوٹ عالم کے فتوے ہیں، جن کی رُو سے ان علماء نے ہند وسندھ کو دارالحرب قرار دیا تھا۔ مخدوم غلام محمد تتوی لکھتے ہیں:۔

> "سندھ اور اس کے قرب وجوار کے جن شہروں میں ہم رہتے ہیں، ان میں فرنگی کافروں کا قبضہ ہوگیا ہے اور یہ بھی بلاشبہ دارالحرب ہوگئے ہیں۔"

مخدوم عبدالرحیم ساکن کوٹ عالم لکھتے ہیں:۔

"اب تو ملک سندھ کو دارالحرب کہنا چاہیے اور جو تحریریں علمائے ہند کی نگر (ٹھٹہ) میں موجود ہیں اگر وہ دیکھیں تو ہرگز سندھ کو دارالاسلام نہ کہو۔"

مسلمانوں نے اس فتوے سے خوب کام لیا۔

بنگال تک شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ کی تعلیم کا دائرہ وسیع تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے جب دارالحرب کا فتویٰ دیا تو اس کا اثر کلکتہ تک پہنچا ہوگا کیونکہ کلکتہ انگریزی اقتدار کا مرکز تھا لہذا بنگال کے مسلمان ضرور اس سے باخبر ہوئے ہوں گے، بلکہ حاجی شریعت اللہ کے استاد نے بنگال کو دارالحرب قرار دے دیا تھا۔ پھر جب ۱۸۱۸ء میں حاجی شریعت اللہ نے اپنی تحریک کا آغاز کیا اور مسلم عوام کو انگریز اور ہندو زمینداروں کے جبر و استبداد سے رہائی دلانے کی کوشش کی تو انھوں نے علی الاعلان دارالحرب کا اعلان کر کے نماز جمعہ کو ترک کر دیا۔

دہلی میں شاہ عبدالعزیزؒ کے مشن کو عملی صورت دینے کی غرض سے سید احمد شہیدؒ نے تحریکِ جہاد کا آغاز کیا۔

بنگال میں مسلم عوام کی حالت بد سے بدتر تھی، ان کی زمینیں ضبط کی گئیں، ان کو ہندو رسم و رواج اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا، ان پر ہندو دیوی، دیوتاؤں کی پوجا کے مصارف کے لیے ٹیکس عائد کیا گیا۔ اس زمانے میں پنجاب میں سکھوں کی حکومت نے ظلم و جور ڈھا رکھا تھا۔ سکھوں نے پنجاب میں مسلمانوں کی زمینیں، جاگیریں اور املاک ضبط کر لیں، وہ اپنے گھر اور مکان چھوڑ کر یوپی کے شہروں مثلاً دہلی، لکھنؤ، بدایوں، رام پور وغیرہ بھاگ گئے، ان کی مذہبی آزادی سلب کر لی گئی۔ ایک تحقیقی مقالہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں :۔

"ان کے چند بنیادی مذہبی فرائض مثلاً اذان و تکبیر پر پابندی عائد

---

[1] مسلمانوں کا رنجیت سنگھ سے سلوک از اکرام علی ملک (جنرل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان لاہور) اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۸۷-۸۸

تھی، متعدد مساجد میں نماز پڑھنے کی آزادی نہ تھی۔ گائے کو ذبح کرنے کی بھی سخت ممانعت تھی، اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو موت اور بھاری جرمانوں کی سزا دی جاتی۔"

مسجدوں اور مزارات کی بے حرمتی کی گئی، ان کو ڈھایا گیا۔ جیسا کہ اقتباس ذیل سے واضح ہے :- [۱]

"اکثر مساجد و مزارات امرائے سلطنت اور بزرگان دین کے ساتھ بھی انتہائی غیر مناسب سلوک روا رکھا گیا۔ متعدد مساجد کو مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لیے بند کر کے بارود خانوں، ٹھاکر دواروں، شوالوں، دھرم شالوں اور سراؤں وغیرہ میں تبدیل کیا اور کئی ایک کو شہید کر دیا گیا۔ بادشاہی مسجد لاہور کو مختلف اوقات میں توپ خانہ پلٹن و سوار فوج کی چھاؤنی اور مختلف افسروں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ لاکھوں روپے کا آرائشی سامان اور پتھروں کی سلیں اتار لی گئیں اور حجروں میں بارود بھر دیا گیا، اس کے میناروں کی باقی تین برجیاں بھی گرادی گئیں۔ اس تباہ کاری سے یہ عظیم الشان اور کثیر لاگت سے تعمیر شدہ مسجد کھنڈر کی شکل اختیار کر گئی۔"

مزارات کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا :- [۲]

"یہی سلوک مسلمان بادشاہوں، امرائے سلطنت اور بزرگان دین کے مقابر و مزارات سے بھی روا رکھا گیا، اس سے تقریباً دو ہزار مقابر متأثر ہوئے۔ اس کارروائی کی اہم وجوہات میں مذہبی تعصب اور قیمتی پتھروں کا لالچ کارفرما تھے۔ رنجیت سنگھ کو دربار امرت سر اور چند دیگر عمارات کے لیے سنگ مرمر وغیرہ کی ضرورت تھی، جسے

---

[۱] مسلمانوں کا رنجیت سنگھ سے سلوک صفحہ ۸۸ [۲] ایضاً صفحہ ۹۰ - ۹۳

مسلمانوں کے مقابر و مزارات سے جو لاکھوں روپیوں کے تصرف سے تعمیر ہوئے تھے اور جو فن و حُسن تعمیر کے نادر نمونوں میں شمار ہوتے تھے نہایت بے دردی سے اکھاڑ کر پورا کیا گیا۔
مُسلمان آبادی اور محلّوں کو تاخت و تاراج اور برباد کردیا گیا۔"

اِن حالات میں سید احمد شہید نے مغربی علاقوں میں "تحریک جہاد" کا آغاز کیا، ملک گیر دورے کیے اور رائے عامہ کو ہموار کیا۔ لوگوں نے عام طور پر انھیں لبیک کہا، اور بڑی حد تک ان کا استقبال کیا۔ ان کا ظاہر اور کھلم کھلا مقصد مسلم اقتدار کی بحالی تھا اور اس کے مقابل جو حکومت تھی وہ انھیں قابل قبول نہ تھی۔ اس برصغیر میں دو نمایاں طاقتیں تھیں جن سے ان کو نبرد آزما ہونا تھا۔ بڑی اور وسیع طاقت انگریزوں کی تھی اور چھوٹی اور کم طاقت سکھوں کی تھی۔ سکھ اقتدار مسلم اکثریت کے علاقوں میں تھا اور ان علاقوں کا رابطہ دوسرے مسلم حکمرانوں اور امراء کے علاقوں مثلاً افغانستان و کاشغر و بلخ وغیرہ سے بھی تھا، گویا اگر سکھوں کی طاقت کا خاتمہ ہوجاتا تو اس کے بعد انگریزوں کی قوت کو ختم کرنا آسان تھا۔ سید احمد شہید نے اس تحریک کے مقاصد کا بار بار اپنے خطوط میں اظہار کیا ہے :-[1]

مقابلہ با کفار

"محض لوجہ اللہ علم جہاد برافراشتیم از طلب مال و منال و جاہ و جلال و امارت و ریاست و حکومت و سیاست خیستیم و ہرگز طالب غیر حق نیستیم مائیم ہر چند عاجز و خاکسار ذرہ بے مقدار اما بلاشک بمحبت حضرت حق مست و سرشار و از محبت غیر حق بالکل دست نہ ما کے از امرائے مسلمین منازعہ دارم نہ با یکے از رؤسا

---

[1] سید احمد شہید کے یہ خطوط مکتبہ رشیدیہ لاہور نے پچھلے سال شائع کردیے ہیں، اسی نسخے کے صفحات کا ہم نے حوالہ دیا ہے۔

مؤمنین مخالفہ باکفار لئام مقابلہ دارم نہ بامدعیانِ اسلام با درازمویاں بلکہ با سائر کفر خویاں مقابلہ خواہم نہ باکلمہ گویانِ اسلام و اسلام جویاں این معنی معلوم ہر خاص وعام است۔ (۹/۱)

مقصدِ جہاد

"انچہ داعیہ جہاد وعزم ازالہ کفر وفساد کہ در خاطر فقیر رخیتہ اصلاً و مطلقاً بکدورت طلب مال و عزت و جاہ وحشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران ہرگز ہرگز ممزوج و مخلوط نیست وانچہ دعوت مسلمین و ترغیب مومنین بسوئے اقامت این رکن رکین از فقیر صادر می گردد بجز ہدایت ایشان بسوئے رضا مندی حضرت رب العالمین و اتباع سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلوات والتسلیم ہیچ غرضے از اغراض خسیسہ دنیاویہ درمیان نہ۔ (۱۳/۱)

ازالہ بغی وفساد

"اقامت جہاد و ازالہ بغی وفساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً درین جزو زمان کہ وقت شورش اہلِ کفر و طغیان بحدے رسیدہ بود کہ تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از دست کفرہ متمردین و نجات مفسدین بوقوع آمدہ واین فتنہ عظیم تمام بلاد ہند و سند و خراسان را فراگرفتہ" صفحہ ۱

شیوع آثارِ اہلِ کفر

"از بسکہ مہاجرت از بلاد کفر وفساد و مجاہدہ باہلِ کفر وعناد و مقابلہ ارباب بغی وفساد از اعظم ارکان اسلام است وتساہل وتغافل درین از اقبح معام و آثام لہذا دقتیکہ بلاد ہندوستان از شیوع آثار اہل کفر و طغیان مملو ومشحون گردید این جانب از وطن مالوف خود برخاستہ بہ نیت ہجرت و جہاد بسمت خراسان متوجہ شد"

صفحہ ۱

اعلائے کلمۃ الحق

"تمام این معرکہ پیرائی و عربدہ آرائی غیر از اعلائے کلمہ رب العالمین واحیاء سنت سید المرسلین واستیصال کفرہ متمردین واستخلاص بلاد مومنین از دست بغاۃ مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست" ص۱۹

ازالہ اہل کفر وطغیان

"این جانب مع مجاہدین صادقین لبسبب بلاد ہندوستان ـ بنابر ازالۂ اہل کفر وطغیان متوجہ خواہد شد کہ مقصود اصلی خود اقامت جہاد برہندوستان است نہ توطن در دیار خراسان" ص۱۹/۱

مکتوب بنام شاہزادہ کامران

نصاری نکوہیدہ خصال

"از مدت چند سال ـ بتقدیر قادر فعال عال حکومت وسلطنت این ممالک برین منوال گردیدہ کہ نصاری نکوہیدہ خصال و مشرکین بد مآل بر اکثر بلاد ہندوستان از لب دریائے اباسین تا ساحل دریائے شور کہ تخمیناً ششماہہ راہ باشد تسلط یافتند و دام تشکیک وتزویر بنا بر اجمال دین رب خبیر برپا فتند آن اقطار را بظلمات کفر وظلم مشحون گردانیدند وعزت رؤسائے کبار را بانواع مذلت مقرون وجبابر مسلمین را عموماً ومشاہیر حکام را خصوصاً بانواع تکالیف رنجانیدند وبرمساجد و معابد اہل اسلام دست تعدی رسانیدند ودر مقدمات ریاست وسیاست و معاملات قضاء وعدالت قوانین شرع را برباد دادہ وآئین کفر را بنیاد نہادہ بالجملہ در آن بلاد وامصار واضلاع واقطار رسوم کفر مقہور گردیدہ وشعایر اسلام مستور و رایات ظلم منصوب شدہ واعلام عدل منکوب حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا پرستی معہود" ص۲۵ ـ ۲۵/۱

دعوتِ حق بہ جمہور مسلمین

"چند روز در وطن خود اقامت نمودم بعد از ان راہ ہجرت پیمودم ودر بلاد

ہند وسند وخراسان دور رسید گردیم واین تحفہ بشارت پیش اکثر اہل صلاح وخیر بردیم واین دعوت را بگوش ہوش جمہور مسلمین رسانیدیم واکثر مؤمنین مخلصین را درین مقدمہ رفیق خود گردانیدم۔" ص۲۶

اعلائے کلمۃ الحق

"مقصود از برپا کردن تمام این معرکہ پیرائی و عربدہ آرائی غیر از اعلائے کلمہ رب العالمین واحیاء سنت سید المرسلین واستخلاص بلاد مومنین از دست کفرۂ متمردین چیزے دیگر نیست۔" ص۲۶/۱

تخریب شعائر اہل اسلام

"تخریب شعائر اسلام از دست کفار لئام می بیند ومی شنوید بناء علیہ احوال نکبت مآل تحیر کفرہ فرنگ وعقدی مشرکین ہند بسمع مبارک رسانیدہ باشد تا غیرت ایمانی کہ موروث از اسلاف کرام است بجوش آید واساس اہل کفر و ضلال را از پا براندازد وجمعیت جنود ابلیس لعین را برہم زند ورونق بازار اہل کفر وشرک بشکند۔" ص۲۷/۱

(بنام شاہ بخارا)

فرنگی

"کفرہ ہند و فرنگ بالفعل برآن (بلاد ہندوستان) مسلط گردید پس استخلاص بلاد مذکورہ از دست آنہا برذمہ جماہیر اہل اسلام عموماً ومشاہیر حکام خصوصاً واجب۔" ص۲۸/۱

فرنگی

"کفار فرنگ کہ بر ہندوستان تسلط یافتہ اند نہایت تجربہ وہوشیار اند و حیلہ باز ومکار۔" ص۲۸ (بنام شاہ بخارا)

شورش اہل کفر وطغیان

"درین جزو زمان کہ شورش اہل کفر وطغیان از حد گزشتہ کہ فریاد وفغان مظلومان

از دست تظلم ایشان سر بفلک کشیدہ و تخریب شعائر اسلام از دست تعدی ایشان
ہوا گردیدہ پس برین تقدیر اقامت این رکن رکین یعنی مقابلہ مشرکین بر ذمہ جمہور
مسلمین درین ایام اوکد واوجب گردیدہ" ص۳۵

"بلاد ہندوستان از شیوع آثار کفر و طغیان مملو و مشحون گردید" ص۶۱

کمپنی و رنجیت سنگھ

"این قدر شوکت البتہ متحقق است کہ مماثل شوکت ناظمان ضلع پکھلی و ہزارہ
و پکھلی می تواند شد اگر مماثل شوکت رنجیت سنگھ و کمپنی نباشد۔ وکدام کس
بایشان خبر دادہ کہ جناب امام ہمام بہمین جمعیت قلیلہ عزم لاہور و کلکتہ می دارند
بلکہ شب و روز در ازدیاد جمعیت و در زمی شوکت ایشان مساعی بلیغہ بجا می آرند
و عروج شوکت اسلامیہ تدریجاً امید می دارند و این امر اصلا مستبعد الوقوع نیست
بلکہ در انقلاب ملل و دول ہمیں سنت الٰہیہ جاری است کہ ضعیفے از ضعفاء احاد الناس
مثل نادر شاہ وغیرہ سر می آرد و آہستہ آہستہ اجتماعی از رفقاء بہم می رساند وقوتے
و شوکتے تدریجاً بدست می آرد" ص۷

بیگانگان بعید الوطن (انگریز)

"این فقیر با چندے از بندگان رب قدیر در حوالی پیشاور بخدمت گزاری
اسلام و تائید ملت سید الانام مشغول است و ثمرۂ این مساعی جملہ از درگاہ واہب
العطایا ماحول بر رائے سامی روشن و مبرہن است کہ بیگانگان بعید الوطن ملوک
زمین و زمن گردیدہ و تاجران متاع فروش بپایہ سلطنت رسیدہ امارت امرائے کبار
و ریاست رؤسائے عالی مقدار بر پا نمودہ اند و عزت و اعتبار ایشان بالکل ربودہ
و چون اہل ریاست و سیاست در زاویہ خمول نشستہ اند ناچار چندے از اہل فقر و
مسکنت کمر ہمت بستہ این جماعۃ ضعفاء محض بنا بر خدمت دین رب العالمین
برخاستند ہرگز ہرگز از دنیا داران جاہ طلب نیستند محض بنا بر خدمت دین رب ذوالجلال
برخاستہ اند نہ بنا بر طلب مال و منال۔ وقتیکہ میدان ہندوستان از بیگانگان دشمنان

خالی گردیدہ ونیز سعی ایشان بر ہدف مراد رسیدہ آئندہ مناسب (مناصب) ریاست وسیاست لیطالبین آن مسلم باد۔" ص۷۹ (بنام راجا ہندو راؤ)

انگریز

"اکثر بلاد ہندوستان بدست بیگانگان افتادہ وایشان ہرجا بنیاد آئین جور وظلم نہادہ، ریاست رؤسائے ہندوستان برباد رفتہ کسے تاب مقاومت ایشان نمی آرد بلکہ ہر کسے ایشان را بجائے آقائے خود می شمارد وچون رؤسائے کبار از مقابلہ ایشان نشستند لاچار چندے از ضعفاء بے مقدار کمر ہمت بستند پس درین صورت رؤسائے عالی مقدار لازم چنانکہ بر مسند ریاست سالہا سال متمکن ماندہ اند بالفعل در اعانت ضعفاء مذکورین مساعی بلیغہ بجا آرند۔" ص۸ (بنام غلام حیدر خاں)

"در اعلائے اعلام دین وافشائے سنت خاتم النبیینؐ واستیصال کفرۂ متمردین واستخلاص بلاد اسلام از دست کفار ومشرکین وادائے احکام رب العالمین وانتظام مجاری سیاست وعدالت برقوانین شرع مبین۔" ص۶۹

قوانین اصول حنفیہ

"این فقیر وخاندان این فقیر در بلاد ہندوستان گم نام نیست الوف الوف انام از خواص وعوام این فقیر واسلاف این فقیر را می دانند کہ مذہب این فقیر اباً عن جدٍّ مذہب حنفی است وبالفعل جمیع اقوال وافعال این ضعیف برقوانین اصول حنفیہ وآئین قوانین ایشان منطبق است۔" ص۱۱۶